جرمن اور دوسری مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے زیر تبلیغ مہمانوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

معزز مہمانان ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انتہائی مشکل اور نازک دَور سے گزر رہے ہیں۔ اگر ہم آج کی دنیا کو سرسری نگاہ سے ہی دیکھیں تو ہمیں ہر طرف بڑھتی ہوئی دشمنی ، انتشار اور بے چینی نظر آئے گی۔ لگتا ہے دنیا کی اکثریت اس حتمی نتیجہ پر پہنچ چکی ہے کہ اس دنیا کے غیر مستحکم ہونے کا ذمہ دار اسلام ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کہنا درست ہے کہ صرف مسلمان ہی تمام دنیا میں فتنہ وفساد کے شعلوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود یہ انتہائی افسوس کا موجب ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان گروپس نے مسلسل دنیا کے امن کو تباہ کیا ہے اور نفرت پھیلا کر اور انتہائی گھناؤنے ظلم ڈھا کر غیر مسلم طبقوں میں کشیدگی اور خوف کی فضا طاری کی ہے۔ یقیناً مجھے ذاتی طور پر یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ایسے مسلمانوں نے معاشرہ میں فتنہ فساد اور تفریق پیدا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ شدت پسند گروہ اور علماء نے لاچار مسلمانوں کو اپنا شکار بنایا ہے اور گمراہ لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے کی بجائے انہوں نے ان کے ذہنوں کو شدت پسندی کے زہر سے بھر دیا اور انہیں بنیاد پرست بنا دیا۔ بدقسمتی سے بعض کے ذہنوں میں یہ زہر اس حد تک بھرا گیا کہ انہوں نے انتہائی خوفناک ظلم وستم ڈھائے۔ جبکہ بعض دوسرے جنہوں نے ایسے حملے تو نہیں کیے لیکن پھر بھی وہ اسی قسم کے شیطانی نظریات کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم کافی عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ کچھ مسلمان حکومتیں اپنے عوام سے برا سلوک کر رہی ہیں اور ان حکومتوں نے عوام کے ساتھ بے حساب ظلم وستم اور ناانصافیاں کی ہیں جس کے نتیجہ میں تفریق پیدا ہوئی جو بالآخر خون ریز خانہ جنگی پر منتج ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس کے باوجود یہ بات بالکل واضح ہو جانی چاہیے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دہشتگرد کیا دعویٰ کرتے ہیں۔ تمام دہشت گرد اور شدت پسندی کے واقعات چاہے وہ گروہوں کی طرف سے ہوں یا شدت پسند افراد کے ذریعہ ہوں، چاہے مغربی ممالک میں ہوں یا مسلمان ممالک میں، وہ سب اسلام کی حقیقی تعلیمات کے منافی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

درحقیقت وہ لوگ جو اسلام پر ناحق یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات بغیر کسی شک وشبہ کے بنی نوع انسان کے لیے امن اور حفاظت کی ضامن ہیں۔ ان تعلیمات کی بنیاد ہی ہمدردی، پیار اور انسانیت پر ہے اور یہی وہ اقدار ہیں جن پر جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے اور گزشتہ سوا سو سال سے دنیا میں ان اقدار کو پھیلانے کے لیے مستقل کوشش کر رہی ہے۔ لہٰذا مَیں پھر کہوں گا کہ اسلام کسی قسم کی بھی ظلم وستم اور ناانصافی یا بداعمالیوں کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ نہایت ابتدا سے ہی اسلامی تعلیمات مختلف قوموں کے درمیان خلیج حائل کرنے کے بجائے بنی نوع انسان کو متحد کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

درحقیقت قرآن مجید، جس پر مسلمان ایمان لاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو پیغمبرِ اسلام ﷺ پر نازل ہوا، اس کی پہلی سورۃ میں آتا ہے کہ 'اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے۔' یعنی اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ عیسائیوں ، یہودیوں اور تمام مذاہب کے ماننے والوں کا بھی خدا ہے اور ان کا بھی خدا ہے جو کسی مذہب کو نہیں مانتے اور نہ ہی خدا کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کا رب اور ان کو پالنے والا ہے اور اس نے اپنا رحم اور فضل تمام لوگوں پر بلاتفریق رنگ و نسل اور مذہب نازل فرمایا ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم میں جو عربی لفظ استعمال ہوا ہے وہ 'رب العالمین' ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں 'عالَم' کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا ترجمہ انگریزی میں 'world' (دنیا) کیا جاتا ہے۔ تاہم کوئی بھی ترجمہ اس لفظ کا حقیقی رنگ میں احاطہ نہیں کرسکتا ۔ یہ لفظ 'عالَم' بہت وسیع وعریض ہے۔ اس لفظ کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص مذہب والوں یا کسی خاص وقت کے رہنے والوں کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ ہر دَور کی تمام قوموں اور مذاہب کے ماننے والوں کا رب ہے۔ پس یہ الفاظ بے مثال خوبصورتی اور نہایت حکمت سے بھرے ہوئے ہیں ۔ یہ الفاظ اپنے اندر عالمی مساوات کے اصول کے تقدس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور نہایت وضاحت سے بتاتے ہیں کہ اس دنیا میں کسی قسم کی نسلی یا قومیتی برتری کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کسی خاص قوم اور نسل تک محدود نہیں ہیں بلکہ بلاکسی تفریق کے سب کے لیے مہیا ہیں۔ یہ اسلام کی سچی تعلیمات ہیں۔ لیکن پھر بھی نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل نسل پرستی اور تفریق دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

درحقیقت وہ لوگ جو اسلام پر ناحق یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں سے امتیازی سلوک برتتا ہے وہ خود بھی اس الزام کا مورد بنتے ہیں ۔ مثلاً حال ہی میں ایک امریکی سیاست دان نے یہ بیان دیا ہے کہ گوروں نے انسانی تہذیب میں دوسری نسلوں، جیسا کہ کالوں اور ایشین، کی نسبت بہت زیادہ حصہ ڈالا ہے۔ اس کے ساتھ یہ رپورٹ بھی آئی ہے کہ ایک اور امریکی سینئر پالیسی ساز نے بیان دیا ہے کہ گورے موروثی لحاظ سے دوسروں سے افضل ہیں۔ ایسے شدت پسند تجزیے دوسری قوموں اور نسلوں میں صرف آزردگی اور مایوسی ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسلام اس کے بالکل برعکس یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تمام لوگ بلاتمیز رنگ ونسل آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ کوئی قوم دوسری سے افضل نہیں ہے اور نہ ہی کسی قوم کے افراد کسی دوسری قوم سے زیادہ ذہین ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ انسان دنیا میں جتنی ترقی کرسکتا ہے اس کا دارومدار اس کے ماحول اور اس کی ذاتی کاوش پر ہوتا ہے مگر بنیادی صلاحیتیں ہر انسان کو بلاتفریق نسل اور علاقہ کے برابر دی گئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آج سے چودہ سو سال قبل پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اپنے ایک جلیل القدر خطاب، جسے 'خطبہ حجۃ الوداع' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، میں بھی یہی مضمون بیان فرمایا ۔ آپ ﷺ کے اس خطاب نے دنیا میں امن کی بنیاد رکھ دی۔ اس خطاب کے الفاظ جس قدر بصیرت افروز ہیں اُسی قدر ازلی اور ابدی بھی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ تمام انسان برابر پیدا ہوتے ہیں، نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ کالے کو گورے پر ۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ عربی عجمی پر فوقیت جتائے اور نہ عجمی عربی پر۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے عالمی حقوقِ انسانی کی لازوال مشعل لہراتے ہوئے اعلان فرمایا کہ تمام انسان برابر پیدا ہوتے ہیں اور ان کے مساوی حقوق ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یقیناً آج جب کہ اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں تو اس روشن اصول کو دہرانے کی بہت ضرورت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہر قسم کے امتیاز اور تعصب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے لحاظ سے ہی مساوی نہیں بنایا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کے لیے بھی بنی نوع انسان کو نجات کی راہیں عطا فرمائی ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمام انبیاء کی عزت و احترام کریں۔ اس لیے ہم تمام مذاہب کے بانیوں کو بہت احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کسی کے خلاف کوئی بات کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ۔ یقیناً سچا مسلمان کسی بھی پیغمبر یا بزرگ ہستی کے بارہ میں برا نہیں بول سکتا چاہے مخالفینِ اسلام پیغمبرِ اسلام ﷺ کی شان میں بہت زیادہ گستاخی کرنے والے ہوں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ہم دوسروں کو اپنے پیارے نبی ﷺ کی شان میں ناحق گستاخیاں کرتے سنتے ہیں تو ہمیں بے حد بے چینی ہوتی ہے اور ہمارے دل بہت زیادہ زخمی ہو جاتے ہیں، مگر ہم اس کے ردِّ عمل میں ہرگز دوسرے مذاہب کے پیغمبروں اور بزرگ ہستیوں کی شان میں گستاخی نہیں کریں گے۔ اس نفرت اور دشمنی کے اظہار کے سامنے ہمارا مذہب ہمیں تحریض دلاتا ہے کہ ہم پیار اور امن سے اس کا جواب دیں۔ اسلام صرف یہ نہیں کہتا کہ مسلمان دوسرے مذاہب اور ان کے پیغمبروں کے خلاف نہ بولیں بلکہ اس سے بڑھ کر اسلام کہتا ہے جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت **109** میں ہے کہ مسلمان بت پرستوں کے بتوں کو بھی برا نہ کہیں کیونکہ اس سے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے طیش میں آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کو بھی برا بھلا کہیں گے اور پھر یقیناً اس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

قرآن کریم نفرت کے ایک لامتناہی سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے، جو آخر کار دشمنی اور ظلم پر منتج ہوتا ہے، مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہ صبر دکھائیں اور ہر وقت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ اسی طرح قرآن مجید میں سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر **65** بھی مذہبی رواداری اور برداشت کی بنیاد رکھتی ہے۔ اس آیت میں آتا ہے کہ تمام مذاہب کے لوگ خصوصاً اہل کتاب خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں مشترکہ عقائد کی بناء پر اکٹھے ہوں۔ پس قرآن مجید بنی نوع انسان کو مشترکہ اقدار پر اکٹھے ہونے اور اپنے اختلافات کو پس پشت ڈالنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں پر قرآن مجید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جہاں یہ غیر مسلموں پر ہے کہ وہ اس حکم کو مانیں یا نہ مانیں وہاں مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر حال میں دوسروں کے عقائد کا احترام کریں اور ان کے لیے اپنے دل کھلے رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ایک اور الزام جو اکثر اسلام پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام ددسروں کو مسلمان بنانے کے لیے جبر و تشدد کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بھی سراسر غلط الزام ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف قرآن مجید نے سورۃ بقرہ کی آیت **257** میں غیر مشروط اعلان کیا ہے کہ عقیدہ اور مذہب کے معاملہ

میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔ اسلام دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عالمگیر اور کامل مذہب ہے اور اس کا لازمی جزو یہ ہے کہ مذہب انسان کے دل کا معاملہ ہے۔ اس لیے کبھی بھی کسی کو مسلمان بنانے کے لیے کسی بھی قسم کا جبر نہیں کیا جاسکتا۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر 100 میں اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو مسلمان بنا دے مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مکمل اختیار دے رکھا ہے کہ وہ بھرپور آزادی اور بغیر کسی دباؤ کے اپنا راستہ اختیار کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس وہ خدا جس کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ظالم نہیں ہے اور نہ وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان اس کی طرف جھکیں بلکہ وہ ایک ایسی عظیم الشان ہستی ہے جو ہر ایک کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے عقیدہ کا انتخاب کرے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ دوسروں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں مگر یہ تبلیغ پُرامن طریق پر، برداشت اور پیار محبت کے جذبہ اور باہمی عزت و احترام سے ہونی چاہیے۔ چنانچہ قرآن مجید سورۃ کہف کی آیت 30 میں بیان فرماتا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو بتائیں کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سچ ہے اور ہر ایک آزاد ہے چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو انکار کرے۔ اس لیے اس جذبہ کے ساتھ پُرامن طریق پر بنی نوع انسان کو اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف بلانے کی کوشش کرو اور انہیں ایک خدا کی پہچان کرواؤ۔ پس ہم تو لوگوں کے دل و دماغ پیار اور ہمدردی سے جیتنا چاہتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

قرآن مجید سورۃ یونس کی آیت 26 میں مزید بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ امن کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس آیت سے اس اصول کو مزید تقویت ملتی ہے کہ ہر انسان آزاد ہے چاہے اسلام کی تعلیمات کو مانے یا ان کا انکار کرے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع کو امن اور تحفظ کی طرف بلاتا ہے۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو امن کے گھر کی طرف بلاتا ہے تو پھر مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ذاتی طور پر دوسرے تمام لوگوں کے لیے امن اور تحفظ کا ذریعہ بن جائیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

مَیں نے قرآن مجید کی چند آیات بیان کی ہیں جو مکمل طور پر اس تصور کو باطل ثابت کرتی ہیں کہ نعوذ باللہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو غیر مسلموں کے حقوق غصب کرتا ہے اور معاشرہ کے امن اور فلاح و بہبود کو برباد کرنے والا ہے۔ پھر قرآن مجید نے سورۃ القصص کی آیت 58 میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ سچا اسلام ہمیشہ پُرامن طریقے سے ہی پھیلا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جس کا ہم دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنہیں پیغمبر اسلام ﷺ کے دور میں اسلام کا پیغام ملا مگر انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس آیت میں ذکر ہے کہ اس کی وجوہات مادّی ہیں نہ کہ روحانی۔ ان لوگوں نے ازخود تسلیم کیا کہ انہیں خوف ہے کہ اگر انہوں نے اس پیغام کو قبول کرلیا تو انہیں اپنی جائیدادوں سے محروم ہونا پڑے گا اور ان کے اپنے لوگ ان سے قطع تعلق کرلیں گے۔ یہ لوگ مسلمانوں سے خوفزدہ نہیں تھے کیونکہ وہ اس کی خوبصورت تعلیم کا ذاتی تجربہ کرچکے تھے بلکہ انہیں اپنے حکمرانوں اور لوگوں کا خوف تھا۔ یہ امر اس حقیقت پر مُہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ بانی اسلام ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کا پیغام ہمیشہ پُرامن طریق پر پھیلانے کی کوشش کی اور کبھی بھی کسی قسم کے جبر واکراہ کا استعمال نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسلام جو حضرت محمد ﷺ نے سکھایا اور جس پر آپ ﷺ نے عمل کر دکھایا وہ شدت پسندی اور ظلم کی تعلیمات پر مبنی نہیں تھا اور غیر مسلم بغیر کسی سزا کے خوف کے اس کا انکار کر سکتے تھے۔ اگر وہ کسی سے خوف زدہ تھے تو وہ ان کے اپنے ہی غیر مسلم سردار اور قبائل تھے جو انہیں اسلام کی پُرامن تعلیمات قبول کرتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

مزید میں آپ کے سامنے آنحضرت ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر بے مثال نمونہ رکھنا چاہتا ہوں۔ مکّہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کا آبائی شہر تھا مگر دعویٰ نبوت کے بعد آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیرہ سال تک اپنے لوگوں کے ہاتھوں بے رحمانہ ظلم و تعدی اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں پر تشدد کیا گیا، انہیں لُوٹا گیا اور قتل کیا گیا یہاں تک کہ خود آنحضرت ﷺ پر حملے کیے گئے جیسا کہ ان کے پیاروں پر کئے گئے تھے اور بالآخر انہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا اور انہیں ہجرت کرنی پڑی۔ اس کے باوجود جب آپ ﷺ فاتحانہ شان کے ساتھ واپس مکّہ میں داخل ہوئے اور سارا شہر آپ کے زیرنگیں تھا، آپ ﷺ کا پہلا اعلان یہ تھا کہ آج ان لوگوں سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا جنہوں نے گزشتہ سالوں میں مسلمانوں کو سفّاکانہ تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ اس عظیم الشان فتح کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے عظیم الشان عاجزی اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اسلام کی پُرامن تعلیمات کی رُو سے ان سب کو جنہوں نے مسلمانوں کو آزار پہنچایا فوراً معاف کیا جاتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ امور جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں ان کی روشنی میں مجھے قوی امید ہے اور میری دعا ہے کہ بجائے جلد بازی اور دوسروں کی سنی سنائی باتوں میں آکر اسلام کے بارہ میں یہ فیصلہ کرنے کے کہ اسلام ظلم و تشدد کا مذہب ہے، لوگ حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے ایمانداری کے ساتھ سوچیں گے کہ اسلام اصل میں کس چیز کی عکاسی کرتا ہے۔ تب ہی وہ سمجھ سکیں گے کہ نفرت انگیز اقدامات جو گزشتہ سالوں میں اسلام کے نام پر کیے گئے، ان کا اسلام کی اصل تعلیم سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ بہت ہی نامناسب ہے کہ اسلام یا کسی بھی مذہب کو ایسے لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے الزام دیا جائے جو اپنے مذہب کی اصل تعلیمات کے خلاف چلتے ہیں۔ دنیا میں زیادہ تر ہتھیار جو ملک تیار کر رہے ہیں وہ بنیادی طور پر عیسائی ممالک ہیں اور وہ ہتھیار دنیا کے مختلف حصوں میں معصوموں کو قتل کرنے اور ظالمانہ تنازعات کو جنم دینے کا موجب بن رہے ہیں تو کیا یہ الزام درست ہوگا کہ عیسائیت ان خطرناک ہتھیاروں کی دوڑ کی ذمہ دار ہے؟ ہرگز نہیں! اسی طرح میں یہ بھی نہیں مانتا کہ دنیا میں پھیلے ہوئے فساد کے صرف مسلمان ہی ذمہ دار ہیں۔ اس لیے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی مزید وضاحت کرسکوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ہم سب بیسویں صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کے خطرناک نتائج دیکھ چکے ہیں۔ جن میں لکھوکھہا انسان قتل ہوئے اور اَن گنت لوگوں کی زندگیاں برباد ہوگئیں۔ یہ عظیم جنگیں انسانی تاریخ کا تاریک المیہ ہیں اور یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دنیا نے اپنے ماضی کی غلطیوں سے نہیں سیکھا اور اب انسان دوبارہ خطرناک کھائی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ امن کے لیے افہام و تفہیم اور باہمی عزت و احترام کے ساتھ مذاکرات کی راہ اپنانے کی بجائے دنیاوی طاقتوں نے ڈرانے دھمکانے کی راہ اختیار کی ہے اور ایسے ہتھیار بنا رہے ہیں جو دنیا کو کئی دفعہ تباہ کر سکتے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم میں جاپان کے خلاف امریکہ کے ایٹم بم استعمال کرنے اور اس کے نتیجہ میں خطرناک تباہی دیکھ لینے کے باوجود امریکہ سمیت دنیا کے بہت سے ممالک بغیر سوچے سمجھے پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور ایٹم بم بنانے میں مصروف ہیں اور انتہائی خوفناک نتائج کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان 9 ممالک میں جنہوں نے ایٹمی بم بنا لیے ہیں صرف پاکستان واحد مسلمان ملک ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمان دنیا ان خطرناک ہتھیاروں کا مرکز ہے جس سے انسانوں کی بقا کو زبردست خطرہ ہے۔ مزید یہ کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ مسلمان دنیا میں موجود ہتھیاروں میں سے زیادہ تر وہ ہیں جو غیر مسلم دنیا میں بنائے گئے۔ طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو غیر مسلم قومیں مسلمان دنیا میں امن کا مطالبہ کرتی ہیں اور دوسری طرف ان ممالک میں جنگ کے شعلوں اور انتشار کو جن کی وہ خود مذمت بھی کرتی ہیں خود ہی ہوا بھی دے رہی ہیں۔ بعض اوقات کچھ حکومتوں اور اداروں کی طرف سے مثبت قدم بھی اٹھائے جاتے ہیں جن میں بہتری پیدا کرنے کی طاقت ہوتی ہے لیکن افسوس کہ ایسے سیاستدان ختم ہوتے جارہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

گزشتہ ستّر سالوں سے زائد عرصہ میں امن کے لیے خاطر خواہ کوششوں کی بجائے ڈرانے دھمکانے کی پالیسی اختیار کی گئی ہے، جس کے تحت امن کے قیام کے لیے پہلے سے بڑھ کر خطرناک ہتھیار تیار کیے گئے ہیں۔ دعوے جو بھی کیے جائیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ایسے اقدامات کے ذریعہ کبھی بھی دیرپا امن قائم نہیں کیا جاسکتا۔ عین ممکن ہے کہ کسی دن کوئی ایک بٹن دبا دے اور دنیا کو ایسی تباہی کا سامنا کرنا پڑے جس کا اس نے اس سے پہلے کبھی مشاہدہ نہ کیا ہو۔ پس امن قائم کرنے کے لیے اس نام نہاد طریق کو اختیار کرنے کی بجائے ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ امن کے قیام کا اب ایک ہی راستہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کا راستہ ہے۔ اب وہ وقت آچکا ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور یہ تسلیم کرے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا رب ہے جو ہماری پرورش کے سامان مہیا کرتا ہے اور وہی ہمارا پیدا کنندہ ہے۔ اس کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ کیا اس کے بدلہ میں ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اس کے آگے جھکیں اور اس کا قرب پانے کی کوشش کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جب تک دنیا کی ترجیح مادی دولت اور طاقت ہوگی ہم کبھی بھی دنیا میں سچا امن نہیں دیکھ سکتے۔ یقیناً یہی وہ لالچ ہے جو اپنے فائدہ کے لیے دوسروں کے حقوق غصب کرنے پر اکساتی ہے جس سے پھر انتشار پیدا ہوتا ہے جو ساری دنیا میں پھیلتا ہے۔ حال ہی میں ایک بڑی عمر کے امریکی سیاست دان نے کہا کہ داعش کا شام سے مکمل طور پر خاتمہ

کبھی بھی امریکہ کے مفاد میں نہیں ہوگا بلکہ اس دہشتگرد گروپ کی اس خطہ میں تھوڑی بہت موجودگی مغرب کے مفاد میں ہے۔ اس قسم کی منطق ایک ذی شعور اور پُرامن انسان کبھی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ایک طرف تو مغربی اقوام مسلمان ممالک سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ہر قسم کی دہشتگردی کو ختم کیا جائے اور امن اختیار کیا جائے لیکن دوسری طرف ان میں بعض ایسے عناصر ہیں جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں امن سے ان کی طاقت اور غلبہ کم ہو جائے گا۔ ایسی منافقانہ اور پیچیدار پالیسی صرف دنیا کو غیر مستحکم ہی کر سکتی ہے۔ مزید جیسا کہ میں نے اشارۃً کہا ہے کہ مغربی دنیا اور ہتھیار پیدا کرنے والوں کے ذاتی مفادات ہیں جن کی بناء پر وہ مسلمان ممالک میں کچھ حد تک تنازعات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ ایسی پالیسیاں اور خود غرضانہ اقدامات انتہائی افسوسناک ہیں اور دنیا کے امن کو تباہ کرنے کا موجب ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات معاشرہ میں ہر سطح پر امن قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور ہمارے مذہب نے یہ واضح بتا دیا ہے کہ حقیقی انصاف ہی امن کی کلید ہے۔ عدل و مساوات کے بغیر امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلام تو یہاں تک کہتا ہے کہ عدل و انصاف اور سچائی کو قائم رکھنے کے لیے کسی قوم یا شخص کو اپنے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ پس مکمل امن قائم نہیں ہو سکتا نہ گھر کی سطح پر، نہ قصبہ کی سطح پر، نہ شہر کی سطح پر، نہ ملک کی سطح پر اور نہ عالمی سطح پر جب تک انصاف کا قیام نہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام کے آغاز میں جنگیں کیوں لڑی گئیں؟ اس کے متعلق مَیں مختصراً بیان کرتا ہوں کہ قرآن مجید سورۃ حج کی آیات 40 اور 41 میں بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائی مسلمانوں کو صرف دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت دی۔ تاہم یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ یہ اجازت اس لیے نہیں دی گئی کہ وہ علاقوں پر قبضہ کر کے غلبہ حاصل کر سکیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت اس لیے دی تا کہ فساد اور ظلم کو ختم کیا جا سکے اور ہمیشہ کے لیے عقیدہ کی آزادی کا عالمگیر اصول قائم کیا جائے۔ پس آیت نمبر 41 میں ہے کہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دینے سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ وہ معبد خانوں، کلیساؤں، مندروں اور تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کریں۔ مزید سورۃ بقرہ کی آیت 124 سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ جہاں دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی ہے وہاں یہ بات بھی مدّنظر رہے یہ جنگ ایک خاص حد تک ہو اور اس کا مقصد ہمیشہ ظلم و ستم کا خاتمہ ہو۔ جب یہ شرائط پوری ہو جائیں اور لوگ امن سے رہنا شروع کر دیں تب جنگ فوراً بند کر دی جائے۔ یہ آیت مزید بیان کرتی ہے کہ جنگ کے دوران صرف حملہ آوروں کو ہی نشانہ بنایا جائے یا قیدی بنایا جائے اور معصوموں کی حفاظت یقینی بنائی جائے۔ جنگ کے دوران باقی املاک اور چیزوں کو نقصان پہنچانے کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ بدقسمتی سے آجکل کی جنگوں میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اسلام میں جہاں بھی طاقت کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے وہ صرف ظالم کے ہاتھ کو روکنے کے لیے دی گئی ہے اور کبھی بھی کوئی علاقہ فتح کرنے یا جارحیت کے لیے یہ اجازت نہیں دی گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اسلام دوسروں کو اشتعال دلانے اور فتنہ فساد پرا کسانے کو بہت سنجیدگی سے دیکھتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں آیا ہے کہ فساد اور اشتعال انگیزی جو لوگوں اور قوموں میں نفرت کا خمیر پیدا کرے وہ قتل کرنے سے زیادہ بڑا جرم ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات لوگوں کے درمیان تفریق کو دور کر کے معاشرہ کو پیار، محبت اور امن کے سایہ تلے جمع کرتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھوں اور زبان سے دوسرے محفوظ ہوں۔ بلا ضرورت کسی دوسرے کو دکھ اور تکلیف پہنچانا چاہے وہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو گناہ ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آخر میں دوبارہ یہ بات دہراؤں گا کہ اسلام کی تعلیمات مکمل طور پر پُرامن ہیں اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے تحفظ کا ذریعہ ہیں۔ سچے اسلام سے خوفزدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

پس مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جو لوگ اسلام کو پُرتشدد اور عدم رواداری کے مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ خود ایک بہت بڑی ناانصافی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ وقت نکال کر ہمارے جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور میری باتوں کو سنا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ہماری روایت کے مطابق ہم پروگرام کے آخر میں دعا کرتے ہیں۔ اب میں دعا کرواؤں گا، جو لوگ میرے ساتھ شامل ہونا چاہیں ہو جائیں ورنہ اپنے طریق پر دعا کر سکتے ہیں۔ دعا کر لیں۔